

اسلام اور نفسیات

Islam The World Religion

اسلام اور نفسیات

یہ کائنات خیالات، ارادوں اور منشاء کے تابع چل رہی ہے، اور انسان کا ہر قدم نفسیاتی طور پر کسی نہ کسی اُمید کے خیال یا کسی نہ کسی خوف کے خیال کی بنا پر اٹھتا ہے۔

نفسیات کا لفظ نفس سے ماخوذ ہے۔ انسان کا نفس اپنے بنیادی عادت کے اعتبار سے ہمیشہ برائی کی طرف مائل رہتا ہے، اللہ کریم فرماتا ہے: إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ یعنی بے شک نفس بہت زیادہ برائی کا حکم ضرور دیتا ہے (یوسف: ۵۳)۔

نفس کی حالت میں جب بہتری آتی ہے تو اسے نفس لوامہ کہا جاتا ہے (القیامہ: ۲) یعنی غلطی کر کے پچھتانے والا نفس۔ پھر جب نفس بالکل برائیوں کو چھوڑ دیتا ہے تو اسے نفس مطمئنہ کہا جاتا ہے (الفجر: ۲۷) یعنی اچھائی پر مطمئن ہو جانے والا نفس۔

دنیاوی مسائل میں نفسیاتی مشکلات کا بنیادی علاج اور کامیابی کی کنجی، عقیدہ توحید اور اللہ پر توکل ہے۔ انسان جب تمام مادی اسباب سے مایوس ہو جاتا ہے تو کسی غیبی امداد کا انتظار کرتا ہے، بے قراری کی اسی فریاد کے بارے میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَبَكَشِفُ السُّوءِ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَلَيْسَ اللَّهُ مَعَ الَّذِينَ قَلِيلًا مَّا تَدَّكَّرُونَ (الہمل: ۶۲)۔

ترجمہ: کون ہے جو بے بس و مجبور کی فریاد سنتا ہے جب وہ اسے پکارے اور کون ہے جو مشکل کو حل کرتا ہے۔ اور کون مرنے کے بعد تمہیں ان کی نیابت سونپتا ہے۔ کیا اللہ کے علاوہ کوئی معبود ہے؟ تم بہت کم سوچتے ہو۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کسی کے حالات اضطرار میں جانے سے پہلے ہی لا الہ الا اللہ پر انسانی کامیابی کی بنیاد رکھتا ہے۔ اسی کی تعلیم تمام انبیاء علیہم السلام دیتے رہے (الانبیاء: ۲۵)۔

عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَقَالَ يَا غُلَامُ، احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظَكَ، احْفَظِ اللَّهَ

تَجِدُهُ مُجَاهَاكَ ، وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ ، وَإِذَا اسْتَعْنَيْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ
وَأَعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَىٰ أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَّمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ
قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ ، وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَىٰ أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَّمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ
قَدْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكَ ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ (ترمذی حدیث
۲۵۱۶، مسند احمد حدیث: ۲۶۷۳)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے! اللہ کو یاد رکھو وہ تجھے یاد رکھے گا۔ اللہ کو یاد رکھو تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کر، جب تو مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگ، اور جان لے کہ اگر تمام لوگ تمہیں فائدہ پہنچانے پر متفق ہو جائیں تو کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے سوائے اسکے جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے اور اگر سارے لوگ تجھے نقصان پہنچانے پر متفق ہو جائیں تو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے سوائے اسکے جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور تحریریں خشک ہو چکی ہیں۔

دین کے میدان میں کامیابی کا راز، عقیدے کی درستگی کے ساتھ ساتھ نفس کو جھکانے اور آخرت کو یاد رکھنے میں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلْكَفِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ، وَ عَمِلَ لَهَا بَعْدَ الْمَوْتِ یعنی مجھدار وہ ہے جس نے اپنے نفس کو جھکایا اور موت کے بعد کے لیے عمل کیا (ترمذی حدیث: ۲۳۵۹، ابن ماجہ حدیث: ۴۲۶۰)۔

اہل اسلام نے اخلاق اور تصوف کے موضوع پر اتنی زیادہ کتابیں لکھی ہیں کہ پوری دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ان دونوں موضوعات کا تعلق نفسیات سے ہے اگرچہ اخلاق یا آداب یا تصوف کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔

بچوں کی نفسیات

ذہانت کی سطح اور خداداد صلاحیت (IQ)، بچے کی فطرت، بچے کی تربیت، اس میں والدین کا کردار اور ماحول بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ بچے ماں باپ کی نقل اتارتا ہے اور ان کا

کردار اس کی شخصیت کی تعمیر میں بیچ کا کردار ادا کرتا ہے، بچے کی انفرادی محنت کی باری بہت بعد میں آتی ہے۔ اس کا دماغ خالی تختی کی طرح ہوتا ہے، جو لکھ دیا جائے کھر چنا مشکل ہوتا ہے۔ بچپن کی عادات بڑے ہونے کے بعد بڑی مشکل سے جاتی ہیں۔

علامہ بو صیری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

النَّفْسُ كَالظَّفَلِ إِنْ يُهْمَلَهُ شَبَّ عَلَى

حُبِّ الرِّضَاعِ وَإِنْ تُفْطِنَهُ يَنْفَطِمَ

ترجمہ: انسان کا نفس بچے کی طرح ہے، جب تک تم اسے دودھ پلاتے جاؤ گے پیے جائے گا، اور جب چھڑا دو گے تو چھوڑ دے گا۔

نبی کریم ﷺ بچوں کے ساتھ لاڈ فرماتے تھے۔ ایک دفعہ شہزادی سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو سیدنا امام حسن کے بارے میں پوچھا: آئین کُفَّح یعنی نखा کہاں ہے (بخاری حدیث: ۵۸۸۴)۔

آپ ﷺ بچوں کو سلام کہنے میں پہل فرماتے تھے، حدیث شریف میں ہے کہ:
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صَبِيحَانِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا
وَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ (بخاری: ۶۲۳، مسلم: ۵۶۶۳)۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ ایک دفعہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام فرمایا، آپ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔

حسین کریمین رضی اللہ عنہما کو پشت مبارک پراٹھا لیتے تھے (ترمذی: ۳۷۶۹)۔ ان کے ساتھ کھیلنے لگتے تھے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ایک ران پر بٹھا لیتے اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دوسری ران پر بٹھا لیتے اور پھر انہیں اپنے ساتھ لپٹا لیتے اور پھر فرماتے: اے اللہ ان دونوں پر رحم فرما، میں ان پر رحم کرتا ہوں (بخاری حدیث: ۶۰۰۳)۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ چھوٹے سے تھے تو انکی ناک صاف کرنے کیلئے نبی کریم ﷺ آگے بڑھے مگر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پہل کر گئیں (ترمذی

Islam The World Religion

حدیث: (۳۸۱۸)۔

بچوں کے ساتھ جائز مذاق بھی فرماتے تھے۔ حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال کا تھا، مجھے یاد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کلی کر کے پانی مجھ پر پھینک دیا (بخاری: ۷۷)۔

أم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس بچے دعا کے لیے لائے جاتے تھے، ایک دفعہ آپ کے پاس ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا، آپ نے پانی منگوا کر کپڑوں پر بہا دیا (بخاری: ۲۲۲)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چھوٹا سا تھا تو نبی کریم ﷺ منیٰ میں نماز پڑھ رہے تھے، میں صفوں کے درمیان گھوم رہا تھا، نبی کریم ﷺ نے مجھے منع نہیں فرمایا (بخاری حدیث: ۷۶)۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا وَكَانَ لِي أَخٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو عَمِيرٍ قَالَ أَحْسَبُهُ فُطِيمًا وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَالَ: يَا أَبَا عَمِيرٍ مَا فَعَلَ النُّعَيْرُ نَعْرًا كَانَ يَلْعَبُ بِهِ (بخاری: ۶۴۰۳)۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ اخلاق والے تھے، میرا ایک بھائی تھا جسے ابوعمیر کہتے تھے، میرا خیال ہے اس کا دودھ چھوٹ چکا تھا، جب نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوتا تو آپ فرماتے: يَا أَبَا عَمِيرٍ مَا فَعَلَ النُّعَيْرُ یعنی اے ابوعمیر! نعیر نے کیا کیا؟ نعیر ایک پرندہ تھا جس سے میرا بھائی کھیلتا تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: يَا أَبَا ذَرٍّ اذْذُنَيْنِ یعنی اے دوکانوں والے (ترمذی حدیث: ۱۹۹۲)۔

والدین کی طرف سے نفرت، بے توجہی اور زیادہ مار پیٹ بچوں کے خراب ہونے کا سبب بنتی ہے۔ اس کے برعکس بچے کو بالکل نڈر چھوڑ دینا بھی مناسب نہیں۔ اپنی مرضی کرنے کا عادی بچہ بڑا ہو کر مشکلات میں پھنس جاتا ہے اور بعض اوقات ایسے بچے مرضی پوری نہ ہونے پر گھر چھوڑ جاتے ہیں یا خودکشی تک کر گزرتے ہیں۔ کسی کا قول ہے:

Spare the rod and spoil the child

ترجمہ: ڈنڈا بچا لو اور بچے کو خراب کر دو (یعنی ڈنڈے کا استعمال ترک کرنے سے بچہ خراب ہو جاتا ہے)۔

نوجوانوں کی نفسیات

اکثر نوجوان مخلص ہوتے ہیں اسی لیے جلدی متاثر ہو جاتے ہیں۔ نوجوانوں کو ہر نئی چیز اچھی لگتی ہے۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
قَالَ حُبُّكَ الشَّيْءُ يُعْبَى وَيُصَمُّ (ابوداؤد: ۵۱۳۰، مسند احمد: ۲۱۷۵۱، ۲۷۶۱۶)۔
ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: کسی چیز کی محبت تجھے اندھا بھی کر دیتی ہے اور بہرہ بھی۔

جلدی متاثر ہو جانے کو تصوف کی زبان میں تلوین کہتے ہیں یعنی رنگ پکڑنا۔ لہذا ہر نئے آدمی سے دوستی، نظر پڑتے ہی محبت، پسند کی شادی، پسند کا شعبہ، ہر نئی صنعت اور اشیاء سازی، مسلک اور مذہب کی تبدیلی جیسی چیزیں نوجوانوں سے زیادہ صادر ہوتی ہیں۔ صحیح مذہب اسلام، سنیت ہے اور تصوف ہے۔

مختلف تحریکوں نے نوجوانوں کی اس کمزوری سے خوب فائدہ اٹھایا، کالجی نوجوانوں نے خوب توڑ پھوڑ کی، ہڑتالیں کیں اور بسیں جلائیں۔ نوجوانوں کو قیادت سونپ دینا مناسب نہیں۔ نا تجربہ کاری تنظیموں اور افواج کو تباہ کرتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: تَعَوَّدُوا بِاللَّهِ مِنْ رَأْسِ السَّبْعِينَ وَمِنْ إِمَارَةِ الصَّبِيَّانِ (مسند احمد حدیث: ۸۳۰۲)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ۷۰ ہجری کے اختتام اور نوجوانوں کی قیادت سے اللہ کی پناہ مانگو۔

اکثر نوجوان حقیقت پسند نہ ہونے کی وجہ سے احساس کمتری یا احساس برتری میں جلدی مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ان کے بارے میں مثبت سوچ، انہیں مخلص اور سادہ سمجھ کر ان کی اصلاح اور حوصلہ افزائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ خوشامد اور حوصلہ افزائی میں، اور اخلاق و تکلف میں بظاہر معمولی سا فرق ہے مگر بہت اہم فرق ہے۔

بعض نوجوان بچے اور بچیاں محض اپنی رنگت، چہرے کی چھائیاں، کیل، مہاسے یا پیٹ بڑھ جانے یا قد چھوٹا رہ جانے اور دوستوں کی طرف سے مذاق اڑائے جانے کی وجہ سے احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ کمزوریاں کسی انسان کی عظمت کے خلاف نہیں اور ان سے زیادہ خرابیاں اور کمزوریاں دوسروں میں بھی ہوتی ہیں اور یہ سب چیزیں قابل علاج بھی ہیں۔

سلام کرنے میں پہل کرنا، سلام کا جواب گرم جوشی سے دینا، مضبوط ہاتھ ملانا، اگلے سے خیریت پوچھنا، اگر دوسرا خیریت پوچھے تو الحمد للہ کہنا اور پھر اگلے سے بھی اس کی خیریت پوچھنا، آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکراتے ہوئے خیریت پوچھنا، دوسروں کو ان کے پورے نام سے پکارنا، ہر کسی کا دکھڑا غور سے سننا، اپنے دکھڑے ہر کسی کو نہ سنانا اور دوسروں سے دلی ہمدردی کرنا انسان کو ہر دل عزیز بنا دیتا ہے اور نوجوانوں کے بہت سے نفسیاتی مسائل کا حل ہے۔

بعض نوجوان جب اپنے کسی قریبی دوست کو دوسروں کے ساتھ گپ شپ لگاتا دیکھتے ہیں تو انہیں احساس ہوتا ہے کہ شاید یہ مجھے دکھا دکھا کر ایسا کر رہے ہیں، میرے خلاف متحد ہو چکے ہیں اور مجھے جلانے کے لیے منصوبہ بنا رکھا ہے، یا جب کوئی انہیں غور سے دیکھتا ہے تو انہیں اس دیکھنے میں حقارت اور تنقید نظر آتی ہے۔ حالانکہ یہ محض اپنے اندر کا احساس اور اپنی سوچ کا فریب ہوتا ہے۔

بوڑھوں کی نفسیات

بڑھاپے میں بچپنا واپس لوٹ آتا ہے، اسی لیے بچے اور بوڑھے کی نبض اعصابی اور مزاج بلغمی ہوتا ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے:

وَمَنْ نُعَبِّرْهُ لَا يُتَكَبِّرْ فِي الْخَلْقِ أَفَلَا يَعْقِلُونَ (یس: ۶۸)۔

Islam The Noble Religion

ترجمہ: ہم جسے لمبی عمر دیتے ہیں اسے اسکی خلقت میں الٹا پھیر دیتے ہیں، تو کیا یہ لوگ سمجھتے نہیں؟
والدین بڑھاپے والی مجبوری کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کو بچپن میں پالنے کی وجہ سے
ان سے اچھی توقع رکھتے ہیں اور واقعی انصاف ان کے ساتھ ادب اور ان کی خدمت کا متقاضی
ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقَطَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ
عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا
قَوْلًا كَرِيمًا (بنی اسرائیل: ۲۳)۔

ترجمہ: اور تیرے رب نے فیصلہ دیا ہے کہ اے لوگو! اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں
باپ کے ساتھ اچھا سلوک رکھو، اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ
جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان کے ساتھ ادب سے بات کرنا۔
بوڑھا آدمی تجربہ کار ہونے کی وجہ سے ایک قیمتی ہیرا ہوتا ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے ہیں:

برائے جہاں دیدگاں کارکن

کہ صید آرمود است گرگ کہن

ترجمہ: جہاں دیدہ لوگوں کی مشاورت سے کام کر، اس لیے کہ پرانا بھیڑ یا شکار کے داؤ بیچ
خوب سمجھتا ہے۔

عام دنیا دار بوڑھا اکثر حرص کا بھی شکار ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
قَلْبُ الشَّيْخِ شَأْبٌ عَلَىٰ حُبِّ اثْنَتَيْنِ: طُولِ الْحَيَاةِ وَحُبِّ الْمَالِ
یعنی بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کی محبت میں جوان رہتا ہے، لمبی زندگی اور مال کی
محبت (مسلم: ۲۴۱۱)۔

عورتوں کی نفسیات

شادی سے پہلے کے معاملات بچوں کی نفسیات کے ضمن میں گزر چکے ہیں۔ بچوں کو نماز

تلاوت اور شرافت سکھانے میں ماں باپ کی عملی زندگی کا بہت بڑا کردار ہے۔ ہانڈی روٹی، پاکی صفائی، بڑوں کا احترام، بات کو برداشت کرنا، ساس سسر کو ماں باپ سمجھنا، شادی کے بعد روٹھے کا نام نہ لینا، قناعت پسندی وغیرہ ایسی تعلیمات ہیں کہ بیٹیوں کے لیے ماں باپ کا یہی عظیم تحفہ ہے۔ شادی کے بعد بچیوں کے حالات یکسر بدل جاتے ہیں۔ سسرال امیر بھی ہو سکتے ہیں اور غریب بھی، اپنے بھی ہو سکتے ہیں اور پرانے بھی۔ ایسے لوگوں کی بیٹی کا گھر کبھی نہیں بس سکتا جو ہمیشہ اپنی بیٹی ہی کی سائیڈ لینے کے عادی ہوں اور اس کی یکطرفہ بات سن کر چڑھ نکلتے ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کے بارے میں ان کے والدین سے کبھی شکایت نہیں کی۔ یہ نہایت عظیم ازدواجی کردار ہے۔

ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آواز بلند ہوتی ہوئی سنی، جب آپ اندر داخل ہوئے تو انہیں تھپڑ مارنے لگے اور فرمایا: اپنی آواز رسول اللہ ﷺ سے بلند کرتی ہو؟ نبی کریم ﷺ انہیں روکنے لگ گئے اور ابو بکر غصے میں باہر نکل گئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ تم نے دیکھا میں نے تمہیں کیسے بچا لیا ہے؟ کچھ دنوں کے بعد ابو بکر پھر حاضر ہوئے اور دیکھا کہ دونوں (اللہ کے پیاروں) میں صلح ہو چکی ہے تو کہنے لگے: مجھے جس طرح اپنے جھگڑے میں شامل کیا تھا اسی طرح مجھے اپنی صلح میں بھی شامل کریں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قَدْ فَحَلَلْنَا قَدْ فَحَلَلْنَا یعنی ہم نے ایسا ہی کیا، ہم نے ایسا ہی کیا (ابوداؤد: ۴۹۹۹)۔

خواتین کی نفسیات کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ یہ اپنے سسرال میں خود کو باعزت دیکھنا چاہتی ہیں۔ اور واقعی جہاں تک ہو سکے ان کو عزت دی جانی چاہیے۔ سسرال کے افراد کے سامنے اگر شوہر اس کو بے عزت کر دے تو اس کا دل دکھتا ہے۔ اس کے علاوہ گھر کے کام کاج اور ہانڈی روٹی میں عورت کی حوصلہ افزائی، اس کے پکائے ہوئے کھانے کی تعریف اور اس کے ساتھ مل کر کھانا کھانا اس کا حوصلہ بڑھاتا ہے اور یہ کسی بھی گھر میں مفت کا سکون ہے۔

اگر خدا نخواستہ میاں بیوی میں جھگڑا اور فساد ہو جائے تو اکثر گھروں میں فساد و فساد کے ذریعے ختم کرنے کی کوشش ہو رہی ہوتی ہے۔ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ آپ اپنی بیوی کو یا بیوی

اپنے شوہر کو دلائل کے ساتھ جھوٹا ثابت کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب جھگڑے کے بعد صلح کی نیت سے دلائل دیے جاتے ہیں تو کام مزید گرم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا (النساء: ۱)۔

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان (آدم) سے بنایا اور اسی سے اس کی زوجہ (حواء) کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بکثرت مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور (ڈرو) قریبوں (میں قطع رحمی) سے بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلْعٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلْعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبَتْ تَقِيْمُهُ كَسَرَتْهُ وَإِنْ تَرَكَتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ (بخاری: ۳۳۳۱)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو کیونکہ عورت کو ایک پلے سے بنایا گیا ہے اور پلے کی اوپر والی ہڈی ٹیڑھی ہے، پس اگر تم اس کو سیدھا کرنے لگو تو توڑ دو گے اور اگر تم اس کو چھوڑ دو گے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی، سو تم عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو۔

ازدواجی زندگی کا اہم نفسیاتی پہلو یہ ہے کہ اکثر اوقات میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے لیے مخلص ہوتے ہیں، بات کو حسن ظن کے ساتھ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اکثر جھگڑا شوہر کے تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے۔ احساس برتری اور شوہر ہونے کا گھمنڈ اندر کار فرما ہوتا ہے۔

زبان دراز عورت کو برداشت کرنے والا شوہر جلد ولی بن جاتا ہے، اسی طرح سخت مزاج شوہر کو برداشت کرنے والی عورت بھی جلد مقبول بارگاہ ہو جاتی ہے۔

میڈیا سے متاثر ہو کر بال کھول کر پھرنے والی خواتین اکثر نیک ہوتی ہیں، انہیں مناسب رہنمائی نہیں ملی ہوتی، پھر بھی وقت آنے پر ان میں سے بعض کو راستہ مل جاتا ہے۔

تبلیغی نفسیات

حکمتِ عملی

اللہ کریم فرماتا ہے: اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ (النحل: ۱۲۵)۔

ترجمہ: اپنے رب کے راستہ کی طرف بلائیے حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور ان پر حجت قائم کیجیے احسن طریقہ سے، بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے ان لوگوں کو جو اس کی راہ سے ہٹے اور وہ خوب جانتا ہے راہ پانے والوں کو۔

کسی کو سمجھانے کا نرم انداز اور میٹھا لہجہ انبیاء کا طریقہ ہے بشرطیکہ اگلے نے کوئی ایسی غلطی نہ کی ہو جس کا ازالہ سر عام ضروری ہے۔ بے تکلف اور سادہ سادہ الفاظ میں سمجھانا چاہیے اسے قرآن شریف کے الفاظ میں قول سدید کہتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ دعا سکھائی کہ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالسَّدَادَ لِیَعْنٰی اے اللہ میں تجھ سے ہدایت اور سیدھا پن مانگتا ہوں (مسلم: ۶۹۱۲)۔

عَنْ ابْنِ حُمَرَ قَالَ قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ حَاطِبَانِ عَلٰی عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَامَا فَتَكَلَّمَا ثُمَّ قَعَدَا وَقَامَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ حَاطِبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمَهُ ثُمَّ قَعَدَ فَعَجَبَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِهِمْ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا بِقَوْلِكُمْ فَإِنَّمَا تَشْقِيْقُ الْكَلَامِ مِنَ الشَّيْطَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا (مسند احمد حدیث: ۵۶۸۷، ابن

حبان حدیث: (۵۷۱۸)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں مشرق سے دو خطیب آدی آئے۔ دونوں نے کھڑے ہو کر خطاب کیا پھر دونوں بیٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے خطیب حضرت ثابت بن قیس کھڑے ہو گئے اور خطاب کیا۔ پھر بیٹھ گئے۔ لوگوں کو ان سب کا کلام بہت اچھا لگا۔ تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے لوگو! کلام میں اپنا سادہ طریقہ جاری رکھو، کلام میں لفاظی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے، نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ: بے شک بیان میں جادو ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ إِنَّ فَتَى شَابًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْتِنِي بِإِلَازِمٍ لِي بِالزَّيْنِ فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ فَرَجَرُوا قَالُوا مَهْ مَهْ فَقَالَ: اذْنُهُ فَذَنَا مِنْهُ قَرِيبًا قَالَ فَجَلَسَ قَالَ: أَتُحِبُّهُ لِأُمَّكَ؟ قَالَ لَا وَاللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءً لَكَ قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ، قَالَ: أَتُحِبُّهُ لِإِبْنَتِكَ؟ قَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءً لَكَ قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِإِبْنَاتِهِمْ قَالَ: أَتُحِبُّهُ لِأُخْتِكَ قَالَ لَا وَاللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءً لَكَ قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ، قَالَ: أَتُحِبُّهُ لِعَمَّتِكَ؟ قَالَ لَا وَاللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءً لَكَ قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِعَمَّاتِهِمْ، قَالَ: أَتُحِبُّهُ لِخَالَتِكَ؟ قَالَ لَا وَاللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءً لَكَ قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِخَالَاتِهِمْ، قَالَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ: أَللَّهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ وَحَصِّنْ فَرْجَهُ فَلَمْ يَكُنْ بَعْدُ ذَلِكَ الْفَتَى يَلْتَفِتُ إِلَى شَيْءٍ (مسند احمد: ۲۲۱۱۲)۔

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نوجوان آیا، کہنے لگا یا رسول اللہ مجھے برائی کی اجازت دیں، سارے لوگ اسکی طرف متوجہ ہوئے اور اسے منع کرنے لگے کہ باز آ باز آ، آپ ﷺ نے فرمایا: میرے قریب آؤ، وہ قریب ہوا تو فرمایا: کیا تم اپنی ماں کیلئے ایسا پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں میں قربان جاؤں۔ فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی ماؤں کیلئے یہ چیز پسند نہیں کرتے۔ پھر فرمایا: کیا تم اپنی بیٹی کیلئے ایسا پسند

کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں یا رسول اللہ میں قربان جاؤں، فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی بیٹیوں کیلئے ایسا پسند نہیں کرتے، فرمایا: کیا تم اپنی بہن کیلئے ایسا پسند کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا نہیں میں قربان جاؤں، فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی بہنوں کیلئے اسے پسند نہیں کرتے، پھر فرمایا: کیا تم اپنی پھوپھی کیلئے ایسا پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں میں قربان جاؤں، فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی پھوپھیوں کیلئے ایسا پسند نہیں کرتے، پھر فرمایا: کیا تم اپنی خالہ کیلئے ایسا پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں میں قربان جاؤں، فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی خالوں کے لیے ایسا پسند نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس نوجوان پر رکھا اور فرمایا: اے اللہ اس کا گناہ معاف کر، اور اسکے دل کو پاک کر، اور اسکی شرمگاہ کو محفوظ کر۔ اس کے بعد وہ نوجوان کبھی برائی کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وُلِدَ لِي غُلَامٌ أَسْوَدٌ فَقَالَ: هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ: مَا أَلْوَأُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ: هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ: فَأَتِنِي ذَلِكَ؟ قَالَ لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ قَالَ: فَكَلَّعَلَّ ابْنَكَ هَذَا نَزَعَهُ (بخاری: ۵۳۰۵)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، کہنے لگا یا رسول اللہ میرے ہاں کالے رنگ کا بیٹا پیدا ہوا ہے، (جبکہ نہ میں کالا ہوں نہ میری بیوی کالی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اونٹ رکھے ہوئے ہیں؟ عرض کیا جی ہاں، فرمایا: انکے رنگ کیا ہیں؟ عرض کیا سرخ، فرمایا: کیا ان میں کسی کا رنگ کالا بھی ہے؟ عرض کیا جی ہاں، فرمایا: یہ رنگ کہاں سے آگیا؟ عرض کیا شاید کوئی رگ کھینچ لی ہوگی، فرمایا: ہو سکتا ہے تیرے بیٹے نے بھی کوئی رگ کھینچ لی ہو۔

اگر کوئی انسان غلطی کرے تو دوسرے اسے اس کے طعنے نہ دیں۔ طعنے دینے سے وہ مزید بگڑے گا بلکہ توبہ کر چکنے کے بعد اگر کسی کو طعنہ دیا جائے تو ایسا شخص بعض اوقات اپنی توبہ بھی توڑ بیٹھتا ہے اور پھر پرانے لچھنوں پر اتر آتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ اضْرِبُوهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَمِثْنَا الضَّارِبُ بِيَدَيْهِ وَالضَّارِبُ
بِنَعْلِهِ وَالضَّارِبُ بِنَوْبِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَخْرَكَ اللَّهُ قَالَ: لَا
تَقُولُوا هَكَذَا لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ (بخاری: ۶۷۷۷)۔

ترجمہ: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو شراب پینے کی وجہ سے سزا دی، اسے کسی
نے ہاتھ سے، کسی نے جوتے سے اور کسی نے کپڑے سے مارا، جب واپس تشریف لارہے تھے تو
ایک آدمی نے شراب پینے والے سے کہا: اللہ تجھے رسوا کرے، آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا مت
کہو، اس کے خلاف شیطان کی مدد مت کرو۔

تنظیمی اصلاح

تنظیموں کے اراکین یہاں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں کہ: میرے قائد جیسا کوئی
نہیں۔ یہ چیز معاشرے میں فساد کا ایک اہم سبب بنتی ہے۔ ہر کسی کو اپنے اپنے قائد اور مرشد کو اپنی
حد تک رکھنا چاہیے اور دوسروں پر مسلط نہیں کرنا چاہیے۔ پوری امت پر حکمرانی کا حق صرف انبیاء
علیہم السلام کو حاصل ہے۔

روحانی بیماریاں اور ان کا علاج

عَنْ بِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَا يَكُونُ الرَّجُلُ عَالِمًا حَتَّى لَا يَجْسَدَ
مِنْ فَوْقِهِ وَلَا يَخْفَرَ مِنْ دُونِهِ وَلَا يَبْتَغِي بَعْلِيهِ تَمَنًّا (سنن الدارمی: ۲۹۵)۔
ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: کوئی آدمی عالم نہیں ہو سکتا جب تک اپنے
سے اوپر والے پر حسد نہیں چھوڑتا، اپنے سے نیچے والے کو حقیر سمجھنا نہیں چھوڑتا اور اپنے علم سے
دولت کماتا نہیں چھوڑتا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ، فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ
(ابوداؤد: ۴۹۰۳)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: حسد

سے بچو، حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ (بخاری: ۶۱۱۳، مسلم: ۶۶۳۳، ابوداؤد: ۴۷۷۹)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طاقتور وہ نہیں جو پچھاڑ دے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ حَرَدٍ مِنْ كِبَرٍ (مسلم) ۲۶۶: ۲۶۷، ابوداؤد: ۴۰۹۱، ترمذی: ۱۹۹۸، مسند احمد: ۳۷۸۸، ابن ماجہ: ۵۹)۔

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔

تکبر سے بچنے اور اس کی نفی کرنے کے لیے خود اپنا ایسا علاج تجویز کرنا کہ اپنے ہاتھوں خود کو ذلیل کیا جائے، ناپسندیدہ ہے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ (ترمذی: ۲۲۵۳)۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مومن کو زیب نہیں دیتا کہ اپنے آپ کو خود ذلیل کرے۔

عَنْ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِينَ فَاحْشُوا فِي وُجُوهِهِمُ الثَّرَابَ (مسلم: ۷۵۰۶، ابوداؤد: ۴۸۰۴)۔

ترجمہ: حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب منہ پر تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی پھینک دو۔

کم گوئی

مبلغ کو اپنی دینی تبلیغ، کثرت تصانیف اور فصیح و بلیغ خطابات پر عجب پیدا ہو سکتا ہے۔ ایسا مبلغ اکثر اوقات ایک بات کے درمیان معمولی ساموق ملنے پر اپنے عجب پر مبنی غیر متعلقہ گفتگو شروع کر دیتا ہے۔ ایسی صورت حال میں اپنی نفی اور قلت گفتار بہترین علاج ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَمْرٍ وَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آٰلِهِ وَسَلَّمَ : مَنْ صَمَتَ نَجَا (مسند احمد حدیث : ۶۳۸۸ ، ۶۶۶۳ ، ترمذی حدیث : ۲۵۰۱ ، سنن الدارمی حدیث : ۲۷۱۵)۔

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو خاموش رہا نجات پا گیا۔

علم وہ ہے جو حلم پیدا کرے

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آٰلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا (ابوداؤد : ۵۰۱۲)۔

ترجمہ : حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بعض علم بھی جہالت ہوتے ہیں۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے پاس قبیلہ عبد القیس کا وفد آیا ، وفد کے لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر ملنے لگے ، لیکن ان کا امیر سواری سے اترا ، لباس بدلا اور بڑے آرام سے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا ، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا : إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُبْهَمُنَا اللَّهُ : الْجِلْمُ وَالرَّكَاةُ یعنی تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ کو پسند ہیں ، ایک حلم اور دوسری آہستگی (مسلم : ۱۱)۔

ایک روز حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ کے دار الخلافہ کے دروازے پر تشریف فرما تھے ، صحرا سے ایک دیہاتی آیا اور اس نے آتے ہی آپ کو اور آپ کے والدین کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ آپ نے اس سے پوچھا : کیا تو بھوکا پیاسا ہے یا تجھ پر کوئی مصیبت پڑی ہے۔

اس نے پھر کہا آپ ایسے ہیں اور آپ کے والدین ایسے ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا: طشت میں چاندی بھر کر لاؤ۔ اور اسے دے دو۔ پھر فرمایا: اے دیہاتی ہمیں معذور سمجھنا۔ گھر میں اسکے سوا کچھ نہ تھا ورنہ دینے سے انکار نہ ہوتا۔ جب دیہاتی نے آپ کا یہ صبر و تحمل دیکھا تو کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ فرزندِ رسول ہیں (کشف المحجوب صفحہ ۷۶)۔

فرزندِ رسول علیٰ جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسئلہ سمجھا دیا کہ: کسی کی بد اخلاقی دیکھ کر اور بے ہودہ گفتگوں کر طیش میں آنے کی بجائے زیر لب مسکرائیں، اخلاقی دنیا کے شہسوار بن جاؤ گے۔

جاہلوں سے مت الجھو

اللہ کریم نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ (الاعراف: ۱۹۹)۔

ترجمہ: معافی کو اپنی عادت بنا لیں، اور نیکی کا حکم دیں اور جاہلوں سے مت الجھیں۔

پراپیگنڈا کے اثرات

انسان جس صحبت میں رہتا ہو اس سے اثرات لیتا ہے، اگر پراپیگنڈے کے ذریعے کسی برے سے برے آدمی کو اچھا کہا جائے تو لوگ اس کے گردیدہ ہو جاتے ہیں اور تحقیق نہیں کرتے۔ اس طرح اگر پراپیگنڈا کسی نیک سے نیک ہستی کے خلاف بھی دستیاب ہو جائے تو لوگ اس سے بدگمان ہو جاتے ہیں اور تحقیق نہیں کرتے۔ پراپیگنڈا کی کثرت، جھوٹ کو سچ بنا دیتی ہے اور سچ کو جھوٹ۔

اللہ کریم فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا یعنی اے ایمان

والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو (الحجرات: ۶)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كُفِيَ بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ یعنی کسی کے جھوٹا ہونے کے لیے

بہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے کرتا پھرے (مسلم: ۷)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: كَيْسٌ الْحَبْرُ كَالْمُعَايِنَةِ لِعَنِي حَضْرَتِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَوَيْتُ كَرْتِي هِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِي فَرَمَا يَا: سَنِي هُوِي بَاتِ آكْهَوِي دِكْهِي كِي طَرَحِ نِي هُوِي (مَسْنَدِ اَحْمَد: ۲۴۵۱)۔
مخالفانہ ماحول اور خصوصاً تنظیمی ماحول کی گپ شپ اکثر حق سے دور لے جاتی ہے، جس کسی سے مخالفت ہو اس پر بے جا گرفت، فتویٰ بازی اور ہنگامہ آرائی کا بازار گرم رہتا ہے اور ایسے لوگ اکثر اپنے مخالف کے بارے میں بدگمانی کو ہوا دیتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر ایسے لوگ اکیلے اکیلے بیٹھ کر اپنے مخالف کے بارے میں سوچیں تو ان کی اپنی حرکتیں ان کے ضمیر پر بوجھ بن جائیں۔ اسی لیے اللہ کریم فرماتا ہے:

قُلْ اِيْمًا اَعْظَمَكُمْ بِوَاِحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوا لِلّٰهِ مَثْنِي وَفُرَادِي ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ (سبأ: ۴۶)۔

ترجمہ: فرمادیجئے! اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ دو دو اور ایک ایک پھر تم سوچو، کہ تمہارے (ان) صاحب کو کسی قسم کا کوئی جنون نہیں وہ نہیں ہیں مگر سخت عذاب کے آنے سے پہلے (بروقت) تمہیں ڈرانے والے۔

اسلام نے اچھی صحبت اختیار کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيًّا (ترمذی: ۲۳۹۵، ابوداؤد: ۴۸۳۲، دارمی: ۲۰۶۱، مسند احمد: ۱۱۳۴۳)۔

ترجمہ: مومن کے سوا کسی کی صحبت میں مت بیٹھو اور تیرا کھانا کوئی نہ کھائے سوائے تقوے والے کے۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهِ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنِ ابْتِغَا لِيْل (ابوداؤد: ۴۸۳۳، ترمذی: ۲۳۷۸)۔

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے

دین پر ہوتا ہے، تم میں سے ہر ایک کو غور کر لینا چاہیے کہ اس کا اٹھنا بیٹھنا کس کے ساتھ ہے۔

عمومی نفسیات

طرح طرح کے لوگ

لوگوں کا ایک طبقہ ایسا ہے جسے محض اپنی معاش اور اولاد پروری سے غرض ہے، ایسے لوگ اکثر نئی نئی تحریکوں اور مختلف مذاہب کے لیے پینیری کا کام دیتے ہیں۔ دوسرا طبقہ ایسا ہے جو نسبتاً مذہبی ہے اور نماز پڑھنے اور جمعہ عید پڑھنے کی کوشش کرتا ہے مگر اس حد سے زیادہ دلچسپی نہیں لیتا۔ تیسرا طبقہ ایسا ہے جو کسی دینی شخصیت سے وابستہ ہے یا کسی کامرید ہے اور بس، ان تینوں طبقوں میں بعض لوگ بڑی صلاحیت کے مالک ہوتے ہیں لیکن ان کی صلاحیتیں اپنی معاش تک یا زیادہ سے زیادہ علاقائی چودھراہٹ اور پنچائنت تک محدود رہ جاتی ہیں۔ چوتھا طبقہ ایسا ہے جو کسی تنظیم یا کسی تحریک سے وابستہ ہے اور لٹریچر بھی پڑھتے ہیں یا اپنے مرشد سے تربیت لیتا ہے اور ایسے مریدین کے اندر بھی کئی مراتب اور طبقات ہیں۔ پانچواں طبقہ طالب علموں کا ہے جو بعض اوقات تنظیموں سے وابستہ ہوتے ہیں حالانکہ انہیں تعلیم پر توجہ دینی چاہیے نہ کہ تنظیم پر۔ چھٹا طبقہ خطیب حضرات کا ہے خواہ ان کے پاس علم ہو یا نہ ہو، اسی طبقے میں جاہل اور غالی پیروں کو بھی شمار کرنا چاہیے، اسی طبقے میں عام شاعر بھی آتے ہیں۔ ساتواں طبقہ ان لوگوں کا ہے جو آج کے دور میں چل پھر کر دینی علم حاصل کرتے ہیں، اسی وجہ سے آزاد خیال ہوتے ہیں، اجماع اور جہور کے خلاف تحقیقات پیش کر دیتے ہیں، ایسے آدمی میں اگر بولنے کی صلاحیت بھی ہو یا وہ کسی طرح میڈیا پر آجائے تو عجیب تماشے کرتا ہے، ایسا آدمی اپنی محدود معلومات کی روشنی میں نہایت خوبصورت بات بنا لیتا ہے جو بہت سی بنیادی شرعی تعلیمات کے منافی ہوتی ہے اور اہل علم اپنا سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں، مگر عوام کی بلا جانے، کسی اصول کا پابند نہ ہونے کی وجہ سے ایسے لوگوں کی باتیں آپس میں بھی متضاد ہوتی ہیں، اپنی اس کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لیے ایسے لوگ دوسروں کو وسعت قلبی کا درس دینے لگتے ہیں۔ آٹھواں طبقہ سکول

ٹیچرز اور کالجوں کے پروفیسر حضرات کا ہے، تقریباً اسی سطح کے لوگوں میں سینئر صحافی، ڈاکٹر، حکیم، وکیل اور سی ایس ایس کے لوگ بھی آتے ہیں، ایسے لوگ اگر کسی گہری علمی اور دینی شخصیت سے رابطہ رکھیں تو اپنے حلقے میں بہترین کردار ادا کر سکتے ہیں۔ نواں طبقہ اسلامیات کے پروفیسرز، ایم فل اور پی ایچ ڈی حضرات کا ہے، ایسے لوگ اگر اجماع اور جمہور کے پابند ہیں تو بڑا کام دکھا سکتے ہیں، پاکستان میں ایسے لوگ اسی پابندی کے ساتھ کثرت سے کام کر رہے ہیں اور ان کا خلوص اور جذبہ دینی سرا ہے جانے کے قابل ہے۔ دسواں طبقہ مدارس کے فضلاء اور مدرسین کا ہے جو وسعت قلبی کے ساتھ ساتھ اس کی حدود اور قیود کو بھی سمجھتے ہیں، ان میں سے بعض حضرات پروفیسر بھی لگ جاتے ہیں، علوم ظاہریہ کی حد تک یہ چوٹی کا طبقہ ہے۔ گیارہواں طبقہ انہی فضلاء میں سے طریقت کے مشائخ اور صاحبان علم و حکمت کا ہے جو صحیح معنی میں انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ یہ درجہ ہندی محض استقرائی ہے، اللہ کریم جسے چاہے کہیں سے اٹھا کر کہیں رکھ دے۔

سیدنا قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے ایک اور لحاظ سے نہایت زبردست تقسیم فرمائی ہے، فرماتے ہیں: لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں۔ اول جن کے پاس نہ زبان ہے نہ دل، غافل محض۔ ایسوں کو دعوت دو۔ دوم جن کے پاس زبان ہے دل نہیں، بے عمل علماء۔ ایسے منافقوں سے اللہ کی پناہ۔ سوم جن کے پاس دل ہے زبان نہیں، عزت نشین، خاموش، اپنے عیوب پر نظر رکھنے والے۔ ایسوں کی ہم نشینی فائدہ دیتی ہے۔ چہارم جنہیں عالم ملکوت میں عزت اور بزرگی حاصل ہے، خدائی اسرار و علوم کے امین، اصلاح خلق پر مامور، انبیاء علیہم السلام کے جانشین، انسانیت کے جوہر خاص اور انبیاء کے بعد سب سے بڑے مرتبے پر فائز۔ ان کی مخالفت مت کرو (فتوح الغیب مقالہ نمبر ۳۳ کا حاصل)۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنْزَلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ (البوداؤد: ۴۸۴۲)۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں سے انکے مرتبے کے مطابق بیٹیں آؤ۔

جو لوگ کسی علاقے میں اکثریت میں ہوں تو ان میں بے وقوفوں کی بھی اکثریت ہوتی ہے۔ اکثرنا سمجھ لوگ اپنی نیت کے خلوص کی وجہ سے بخشے جائیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
 إِنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلَّهَ (مشکل الآثار للطحاوی جلد ۲ صفحہ ۸۱)۔
 ترجمہ: جنت میں اکثریت سادہ لوگوں کی ہوگی۔

اللہ کو کون پسند ہے

انسانوں کی مختلف اقسام اور گروہوں میں سب سے زیادہ اللہ کا پسندیدہ وہ ہے جو اللہ سے ڈرے اور اللہ سے ڈرنے والا کبھی کسی پر ظلم نہیں کرتا اور قوم، نسل، پیشے اور غربت کے طعنے نہیں دیتا۔ اور اس حقیقت کو جان لینے والا اپنی چھوٹی قوم، نسل، پیشے اور غربت سے احساسِ کمتری کا شکار نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (الحجرات: ۱۳)۔

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہیں (مختلف) بڑی قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو، بے شک اللہ خوب جاننے والا اچھی طرح خبردار ہے۔

وَنَعَلَكُمْ مَا تَوَسَّوْا بِهِ نَفْسَهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ یعنی اور ہم ان وسوسوں کو (بھی) جاننے ہیں جو اس کا نفس امارہ (اس کے دل میں) ڈالتا رہتا ہے اور ہم اس کی شرک سے زیادہ اس کے قریب ہیں (ق: ۱۶)۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فَضَّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ (بخاری: ۶۴۹۰)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا:

جب تم میں سے کوئی شخص اس کی طرف دیکھے جس کو اس کے اوپر مال میں اور جسمانی بناوٹ میں فضیلت دی گئی ہے تو چاہیے کہ اس کی طرف دیکھے جو اس سے کم درجہ کا ہے جو ان میں سے ہے جن پر اس کو فضیلت دی گئی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرِضِ وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ (مسلم: ۲۴۲۰)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غنی وہ نہیں جس کے پاس مال زیادہ ہو بلکہ غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرَزَقَ كَفَافًا، وَقَتَّعَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاهُ (مسلم: ۲۴۲۶)۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک کامیاب ہوا جو مسلمان ہو گیا، اور اسے گزارے کا رزق دیا گیا، اور اللہ نے اسے اپنے دیے پر قناعت کی توفیق بخشی۔

لوگوں میں سمجھدار کون ہے

سب سے زیادہ سمجھدار انسان وہ ہے جو اپنی موت کو یاد رکھے۔ موت کو مد نظر رکھتے ہوئے پلان کی گئی زندگی نہایت کامیاب رہتی ہے۔ دور اندیش انسان کو بڑا عظیم انسان سمجھا جاتا ہے اور موت اندیش سے بڑھ کر دور اندیش نہیں ہو سکتا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَاشِرَ عَشْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، مَنْ أَكْبَسُ النَّاسَ وَأَحْزَمُ النَّاسَ؟ قَالَ: أَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا لِلْمَوْتِ، وَأَشَدَّهُمْ إِسْتِعْدَادًا لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُولِ الْمَوْتِ، أُولَئِكَ هُمُ الْأَكْيَاسُ، ذَهَبُوا بِشَرِّ الدُّنْيَا وَكَرَّامَةِ الْآخِرَةِ

Islam The Muslim Religion

(المعجم الاوسط للطبرانی: ۶۳۸۸)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دسویں مہینے کی دس تاریخ کو حاضر ہوا، آپ کے پاس انصار میں سے ایک آدمی حاضر ہوا، اس نے عرض کیا یا نبی اللہ! سب لوگوں سے زیادہ سجدہ اور سب سے زیادہ محتاط کون ہے؟ فرمایا: جو شخص اُن میں سب سے زیادہ موت کو یاد کرتا ہو اور سب سے زیادہ موت کیلئے تیار ہو اس سے پہلے کہ موت نازل ہو، وہی لوگ سب سے زیادہ سجدہ اور ہی دنیا کا شرف اور آخرت کی کرامت پاگئے ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَوْصِنِي، قَالَ: خُذِ الْأَمَرَ بِالتَّوْبَةِ فَإِنَّ رَأْيَتَ فِي عَاقِبَتِهِ خَيْرًا فَاْمُضِهِ وَإِنْ خِفْتَ غِيْبًا فَاْمْسِكْ (شرح السنه: ۳۶۰۰)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا مجھے وصیت فرمائیں۔ فرمایا: کام کو تدبیر سے ہاتھ ڈال اور تم دیکھو کہ اسکے انجام میں بہتری ہے تو اسے کر گزرو اور اگر اس میں نقصان کا ڈر محسوس کر دو تو رک جاؤ۔

وقتی عیش و عشرت میں مگن ہو جانے اور فخر کا شکار ہو جانے والے لوگ اچانک کسی حادثے کا شکار ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ محض حسرت کرتے اور ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں۔ اللہ کریم فرماتا ہے: فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ (الانعام: ۴۴)۔

ترجمہ: جب وہ لوگ نصیحت کو بھول گئے تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے عارضی طور پر کھول دیے یہاں تک کہ جب وہ دی گئی چیزوں پر اترانے لگے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا، تو اب وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔

عبرت حاصل کرو

یہ دنیا ایک عظیم تجربہ گاہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: تجربے کے بغیر کوئی حکیم نہیں بن سکتا اور ٹھوکریں کھائے بغیر کوئی حکیم نہیں بن سکتا (ترمذی حدیث: ۲۰۳۳)۔

ایک دفعہ ٹھوکر کھانے سے ہی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ قرآن اسے عبرت کہتا ہے اور

حدیث شریف میں ہے کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
: لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ حُجْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ (بخاری: ۶۱۳۳، مسلم: ۷۴۹۸،
ابوداؤد: ۴۸۶۲)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن
ایک سواری میں سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

جلد بازی

وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا یعنی اور
انسان برائی کی دعا مانگنے لگتا ہے جیسے بھلائی کی دعا مانگتا ہے، اور انسان ہے ہی بڑا جلد باز (بنی
اسرائیل: ۱۱)۔

خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَأَرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ یعنی انسان جلد
باز پیدا کیا گیا، (اے لوگو) عنقریب میں اپنی نشانیاں تمہیں دکھاؤں گا تو تم مجھ سے جلدی نہ
مانگو (الانبیاء: ۳۷)۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْإِنْسَانُ
مِنْ اللَّهِ وَالْعُجُولَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ (ترمذی: ۲۰۱۲)۔ وقال غریب
ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آہستگی
اللہ کی طرف سے ہے اور جلدی شیطان کی طرف سے ہے۔

یقین کی دولت

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ
النَّاسَ لَمَنْ يُعْطُوا فِي الدُّنْيَا خَيْرًا مِنْ الْيَقِينِ وَالْمَعَاوَةِ. فَاسْتَلُّوا هُنَا اللَّهُ عَزَّ
وَجَلَّ (مسند احمد حدیث: ۳۹)۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! دنیا میں اللہ تعالیٰ نے یقین اور عفو سے بڑھ کر کسی کو کوئی دولت عطا نہیں فرمائی۔ اللہ عزوجل سے یقین اور عفو مانگا کرو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ:
 الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِي كُلِّ خَيْرٍ،
 إِحْرَاضٌ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، وَاسْتِعْنِ بِاللَّهِ وَلَا تَعْجِزْ، وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ
 أَنِّي فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ قَدَّرَ اللَّهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَسِحُ
 عَمَلُ الشَّيْطَانِ (مسلم: ۶۷۷۴، ابن ماجہ: ۷۹)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 مضبوط مومن اللہ کے ہاں کمزور مومن سے زیادہ اچھا اور محبوب ہے۔ ویسے دونوں اچھے ہیں۔
 اپنے فائدے کے کام کی کوشش کرو اور اللہ سے مدد مانگا اور سستی نہ کرو۔ اگر تجھے کوئی نقصان دہ چیز
 پیش آجائے تو مت کہہ کہ اگر میں ایسے کرتا تو ایسے ہوتا، بلکہ کہہ: اللہ نے مقدر کیا تھا اور جو اس
 نے چاہا وہ کر دیا۔ کاش کے لفظ سے شیطانی عمل کا دروازہ کھلتا ہے۔

رضا کیا ہے

رضا پر راضی ہونے سے اجر و ثواب اور قرب و ولایت کا حصول اپنی جگہ پر مگر اس کی
 نفسیاتی حقیقت یہ ہے کہ رضا پر راضی ہو جانے سے انسان کے اعصاب بالکل ڈھیلے (Relax)
 ہو جاتے ہیں، تناؤ ہٹ جاتا ہے، خفقان (Tension) ختم ہو جاتا ہے اور انسان صرف صحت مند نہیں
 بلکہ نفسیات کا بادشاہ بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ کا قرآنی اعزاز معمولی اعزاز نہیں۔ یہی انسان کی تخلیق کے مقاصد کے
 حصول کی انتہا ہے۔

ٹینشن ایک بے توکلی کا مرض ہے، کسی نے خوب کہا ہے کہ:

tension is a self punishment and wastage of time , it

can not change anything but keeps you busy to do nothing.

Islam The World Religion

ترجمہ: ٹینشن ایک خود ساختہ سزا ہے اور وقت کا ضیاع ہے، یہ کچھ تبدیلی نہیں لاسکتی مگر آپ کو کچھ نہ کرنے میں مصروف رکھتی ہے۔

بدگمانی اور تجسس منع ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبَ بَعْضُكُم بَعْضًا أُمِيبٌ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ (المحجرات: ۱۲)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہیں اور (عیبوں کی) جستجو نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت (بھی) نہ کرو، کیا تم میں کوئی پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ تو تم اس سے (انتہائی) کراہت (محسوس) کرتے ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَنَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ اخْوَانًا (بخاری: ۶۰۶۶، مسلم: ۶۵۳۶)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے بچو، بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ ایک دوسرے پر کان نہ دھرو، ایک دوسرے پر تجسس نہ کرو، ایک دوسرے سے بڑھ کر بولی نہ دو، ایک دوسرے پر حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے بے وفائی نہ کرو اور اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّكَ إِذَا اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ أَفْسَدَتْهُمْ (ابو داؤد حدیث: ۴۸۸۸)۔

Islam The World Religion

تسخیر کا جائز طریقہ

اللہ تعالیٰ کو راضی رکھتے ہوئے لوگوں کی تسخیر کا طریقہ یہ ہے جو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِرْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللهُ وَارْهَدْ فِيهَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ لِيَعْنِي دُنْيَا سَبْعَ رَغَبَاتٍ هُوَ جَا اللهُ تَجْهٌ سَبْعَ مَحَبَّاتٍ رَكَّهٌ كَاهُ- اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہو جا، لوگ تجھ سے محبت کریں گے (ابن ماجہ: ۴۱۰۲)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: اَلْاِقْتِصَادُ فِي التَّفَقُّهِ نِصْفُ الْمَعِيشَةِ وَالتَّوَدُّدُ اِلَى النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ وَحُسْنُ السُّوَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ (شعب الایمان للبيهقي: ۶۵۶۸)۔
ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خرچ میں میاں روئی آدمی معاشیات ہے اور لوگوں کیساتھ محبت سے پیش آنا آدمی عقل ہے اور سوال کا سلیقہ آدھا علم ہے۔

بے ادبی کے نقصانات اور اس کے نفسیاتی اثرات

بزرگوں کی بے ادبی انسان کے ضمیر پر ایک خطرناک اثر چھوڑتی ہے۔ بعض اوقات اس کی معافی ہو بھی جائے تو انسان خود کو معاف نہیں کرتا۔ یا اگر معافی ہو بھی جائے تو دوبارہ لائن ہاتھ نہیں آتی۔

کسی کے ماں باپ کو گالی دینے والا دراصل اپنے ماں باپ کو گالی دے رہا ہوتا ہے۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ میں جسے گالی دوں گا وہی گالی میری طرف جواباً لوٹائی جائے گی۔ اسی کو نتائج پر نظر رکھنا کہتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَرَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكِبَائِرِ اَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ، قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: يَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ

فَيَسُبُّ أَبَاكَ وَيَسُبُّ أُمَّةً (بخاری حدیث: ۵۹۷۳)۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبیرہ سے بھی کبیرہ گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو لعنت کرے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کوئی آدمی کیسے اپنے والدین کو لعنت کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی دوسرے آدمی کے باپ کو گالی دے تو وہ اس کے باپ کو گالی دے گا اور وہ اس کی ماں کو بھی گالی دے گا۔

تحلیل نفسی

تحلیل نفسی سے مراد ذہن میں بیٹھی ہوئی کسی چیز کو ذہن سے نکالنا ہے۔ بعض لوگ اپنے آپ کو خود ہی معاف نہیں کرتے، ان کے لیے مندرجہ ذیل دعا بہت کارآمد چیز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے سید الاستغفار کا نام دیا ہے یعنی استغفاروں کا بادشاہ:

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ
وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُو لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ
وَأَبُو بَدْنِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ (بخاری: ۶۳۰۶، ترمذی: ۳۳۹۳، نسائی: ۵۵۲۲)۔

ترجمہ: اے اللہ تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تجھ سے کیے ہوئے عہد اور تجھ سے کیے ہوئے وعدہ پر اپنی استطاعت کے مطابق قائم ہوں، میں نے جو جو (برے) کام کیے انکے شر سے میں تیری پناہ میں آتا ہوں، تیری مجھ پر جو نعمتیں ہیں ان کا میں اعتراف کرتا ہوں اور میں تیرے حضور اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں، سو تو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشے گا۔

گناہ کا احساس بڑی چیز ہے اور یہی سچی توبہ کا سبب بنتا ہے اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: التَّوْبَةُ تَوْبَةٌ لِعَنِي نَدَامَةٌ هِيَ تَوْبَةٌ هِيَ (مشکوٰۃ: ۲۳۶۳)۔

اے عزیز! تیرے رب کی رحمت تیری خطاؤں پر اتنی غالب ہے کہ تیرا اعتراف ہی

معافی ہے۔

حکمرانوں کی نفسیات

سیکولر حکمران ہمیشہ حکومت بچاؤ پالیسی پر عمل پیرا رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خوف کی بجائے انہیں کسی دنیاوی سپر طاقت کا خوف ستائے رکھتا ہے۔ سیاست دانوں کا اخلاق اکثر سیاسی ہوتا ہے، حتیٰ کہ ان کی مذہبی دلچسپیاں، نماز جنازہ میں شرکت اور عمرہ سب سیاسی ہوتے ہیں سوائے اس کے جسے اللہ اخلاص عطا فرمائے۔ ان چیزوں کا علاج توکل اور نیت کی درستگی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ (الطلاق: ۳)۔

ترجمہ: جو اللہ پر توکل کرے گا تو پھر اللہ اس کے لیے کافی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (بخاری حدیث: ۱)۔

ترجمہ: اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔

بعض افسر اچھے بھی ہوتے ہیں، حتیٰ کہ بعض خالص مذہبی اور بعض باقاعدہ پیر مرشد والے ہوتے ہیں، مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ بعض افسر نفسیاتی طور پر احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں، گفتگو کا سائل اور اسٹیٹس (Status) مصیبت بنے رہتے ہیں۔ قدرتی پن ختم ہو جاتا ہے، اپنی معاشی کلاس پر نظر اور نچلے طبقے سے محض ڈیٹنگ غالب رہتی ہے۔ سلام کی بجائے سلوٹ (Salute) اور ریگارد (Regard) کے حصول کا شوق ستائے رکھتا ہے۔ انہیں اس بات کی بہت فکر ہوتی ہے کہ کوئی انہیں پسماندہ (Backward) نہ کہہ دے۔ اپنے مخصوص ماحول کی وجہ سے بعض اپنی خواتین سے پردہ نہیں کرواتے، بعض اوقات شراب پینے لگتے ہیں، جس کے نتیجے میں انہیں اندرونی پیچیدگیوں کا سامنا رہتا ہے، اس ماحول سے تنگ بھی پڑ جاتے ہیں مگر دوسرے طبقے سے دوری کی وجہ سے اصل علاج کی طرف متوجہ نہیں ہو پاتے۔ ان ساری کمزوریوں کا علاج حقیقت پسندی ہے، قبرستان کی گاہے گاہے زیارت اور کسی درویش سے رابطہ ہے۔

ملازم بے چارے کی نفسیات یہ ہوتی ہے کہ افسر ناراض نہ ہو جائے ورنہ تنخواہ رک

جائے گی، نوکری سے نکال دیا جاؤں گا اور پر دموشن رک جائے گا۔ بعض اوقات صاحب کے جائز ناجائز کام بھی کرنا پڑتے ہیں۔ ملازم حضرات اکثر اپنے افسروں کو پیٹھ پیچھے گالیاں دیتے ہیں اور ان سے نالاں رہتے ہیں۔ اس کا علاج دیانت داری سے سروں کرنا اور اللہ پر توکل ہے۔

اللہ کریم جل شانہ حقیقت پسندی کی توفیق عطا فرمائے اور فقیر کی اس مختصر تحریر کو اپنی

خلوق کے لیے فائدہ مند بنائے، یہ اس کے لیے کوئی مشکل نہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion